التفسیر: مجلس تفسیر، کراچی جلد:۱۰، شمارہ:۲۸، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۶ء

# بچوں کے حقوق اور قرآنی تعلیمات

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری
چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، امپیریل کالج آف بزنس سٹڈیز لاہور

## Abstract

*The Noble Qur'an is the Guidance for all Mankind, which was revealed to the Holy prophet for the guidance of Humanity. This book offers solution of all the problems which a person faces in his life. The Human beings needed a system of Rights and duties in the mutual relationship. Allah Almighty has described the rights and duties of mankind. So as the rights of the men and women are discussed in detail in the Quran, likewise the rights of the children are also described in it.*

*The most important rights described in the Holy Quran are; the right to life, right of nafqa (alimony), the right of Razaa (breastfeeding), the right to inheritance, the right to compassion and loving and right to lineage. As Islam protects the life of a born child, likewise it also protects the life of an unborn baby. In this article all children's rights are explained in the light of the Holy Quran.*

*Kew Words: Children's Rights, The Holy Quran, Right to life, Right to living, Right to Breast feeding, Right to inheritance, unborn child*

قرآن کریم پوری نسل انسانی کے لیے تا قیامت رہبر و راہنما ہے۔ انسانی معاشرے صدیوں بعد جن اخلاقی اور معاشرتی اصولوں تک پہنچے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت میں آج سے ۱۵ صدیاں قبل واضح طور پر بیان فرما دیئے تھے۔ انسانی معاشروں کے پر امن زندگی گزارنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ ان کے لیے آپس میں مل جل کر رہنے کے اُصول وضوابط بیان کیے جائیں۔ پس قرآن کریم نے افراد کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں انہیں بیان کر دیا ہے انہیں حقوق العباد اور جدید اصطلاح میں حقوق انسانی (Human Rights) کہتے ہیں۔

اگر قرآن کریم کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں مختلف طبقات کے حقوق واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب حقوق انسانی کا فرمان نظر آتی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں عورتوں کے حقوق، اقلیتوں کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق، رعایا کے حقوق، والدین کے حقوق، زوجین کے حقوق نمایاں طور پر نظر آتے ہیں وہاں بچوں کے حقوق بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ اس مقالے

میں بچوں کے ان اہم حقوق کو بیان کیا گیا ہے جو قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ وہ حقوق درج ذیل ہیں:

جان کے تحفظ کا حق، حق تعلیم وتربیت، حق نفقہ، حق نسب، حق رضاعت، حق مساوات، حق وراثت، حق شفقت ومحبت

## جان کے تحفظ کا حق

ہر شخص کا یہ بنیادی حق ہے کہ اس کی جان کی حفاظت کی جائے خواہ وہ انسان مسلم ہو یا غیر مسلم، آزاد ہو یا غلام، بچہ ہو یا بڑا۔ قرآنِ حکیم نے مختلف مقامات پر انسانی زندگی کی اہمیت اور اس کا تقدس بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (۱)

''اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا تم اس کو بجز حق کے مت مار ڈالو (یعنی سوائے اس کے کہ یہ مارنا حق ہو جیسے قصاص وغیرہ) یہ وہ باتیں ہیں جن کا (اللہ نے) تم کو حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو۔''

پھر خاص طور پر بچوں کے قتل کی نفی فرمائی کیوں کہ اس زمانے میں عرب کے بعض جہلاء بچوں کے قتل کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ بچوں کے قتل کے حوالے سے ارشاد ہوا:

''وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ (۲)

''اور ناداری کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیوں کہ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں''۔

اور ارشاد فرمایا

''وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَ اِیَّاکُمْ ط اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً (۳)

''اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔''

بچوں کے قتل کی عمومی ممانعت کے بعد خاص طور پر بچیوں کے قتل کی مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاِذَا الْمَوْءٗ دَۃُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ''(۴)

''اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی۔''

ان لوگوں کو جو اپنے جھوٹے وقار کی خاطر معصوم بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے یہ وعید سنائی کہ جس بچی کو ظلماً قتل کیا جاتا ہے وہ کل قیامت کے روز جب یہ سوال کرے گی کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا تو پھر اس کا کیا جواب دو گے؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی جان کی قدر و قیمت کس قدر ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک انسانی جان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے اور ایک انسان کی زندگی بچانے کو پوری انسانیت بچانے کے مترادف قرار دیا ہے۔(۵)

قتل کی مذمت کے حوالے سے ایک آیت اور دیکھیئے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ(۶)

''اور اس جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ۔''

جب کسی شخص نے حاملہ عورت کو پیٹ پر، پشت پر یا کسی اور عضو پر ضرب لگائی یا اسے دھکا دیا یا اس کو قتل کرنے کی دھمکی دی یا کسی وجہ سے خوف زدہ کیا جس کی وجہ سے اس نے نامکمل بچے کو وقت سے قبل جنم دے دیا تو ایسے فعل کا مرتکب شخص مجرم ہوگا، جس جنین پر زیادتی کی گئی ہے وہ جنین مذکر ہو یا مؤنث اور اس پر جنایت عمد کی گئی ہو یا خطاء اس زیادتی کے مرتکب شخص پر غرہ لازم ہوگا۔

## حق نفقہ

ہر بچے کا یہ حق ہے کہ اس کے والدین اس کی پرورش کریں اور ان کی جسمانی نشو ونما کا بھی خیال رکھیں۔ قرآن کریم میں بچے کے نان ونفقہ کی ذمہ داری والد کے ذمہ قرار دی گئی ہے۔ بچے کے نفقہ کا ثبوت قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ہے:

لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰـهُ اللّٰهُ(۷)

''صاحب وسعت کو اپنی وسعت سے خرچ کرنا چاہیے اور جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔''

پس ہر والد کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کی ضرویات کا خیال رکھے، ان کا علاج کرائے اور ان کی تعلیم و تربیت اور دیگر تمام ضروریات کو پورا کرے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَاَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ(۸)

''اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے باپ پر دودھ پلانے والی کی جو اجرت لازم کی ہے تو دراصل یہ اس بچے پر خرچ ہے کیونکہ بچے کے پیٹ میں غذا اس عورت کے واسطے سے پہنچ رہی ہے۔

اگر کسی بچے کا باپ موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اتنا مفلس ہو کہ بمشکل اپنے اخراجات برداشت کرتا ہو تو پھر اس بچے کا نفقہ اس کے دیگر رشتہ داروں پر واجب ہوگا۔ رشتہ داروں پر نفقہ کے وجوب کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَج(۹)

''اور وارث کے ذمہ (یہ نفقہ) اسی قدر ہے (جس قدر یہ باپ کے ذمہ تھا)''

جس طرح ایک پیدا شدہ بچے کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اسی طرح جنین جو کہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے، کا نفقہ بھی اس کے والد پر لازم ہے۔

قرآن کریم کی آیت واضح کر رہی ہے کہ عورت کا نفقہ اس حمل یعنی جنین کی وجہ سے ہی لازم ہے۔

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُن(۱۰)

''اور اگر وہ (بیویاں) حمل والی ہوں تو ان کا نفقہ دو یہاں تک کہ وہ وضع حمل کر دیں۔''

## حق رضاعت

بچے کا ایک اہم حق یہ ہے کہ اس کی صحیح طور پر پرورش کی جائے اور اس کی صحت وسلامتی کا خیال رکھا جائے۔ بچہ چونکہ اپنی بیماری یا تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتا اس لیے اس کی پرورش انتہائی مشکل مسئلہ ہوتی ہے۔ یہ ماں کی ہستی ہی ہے جو بچے کی تکلیف کا احساس کر سکتی ہے اور اس کے دل میں چونکہ بہت زیادہ شفقت کا مادہ رکھ دیا گیا ہے اس لیے وہ اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کرتی ہے۔ اس لیے اسلام نے بچے کی رضاعت اور حضانت ماں کے سپرد کی ہے تا کہ بچے کی بہتر نگہداشت ہو سکے۔ رضاعت بچے کا ایک اہم حق ہے اور اس کا پورا کرنا والدین پر ہر حال میں لازم ہے اور یہ والدہ پر فرض ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ (۱۱)

''اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو رضاعت پوری کرنا چاہے۔''

تین حالات میں سے کوئی حالت موجود ہو تو بالاتفاق ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہوگا:

...... ماں کے علاوہ کوئی ایسی عورت موجود نہیں جو اجرت کے بغیر یا اجرت پر بچے کو دودھ پلائے۔

...... باپ مفلس ہو کہ بچے کے لیے دودھ پلانے والی کا انتظام نہ کر سکے اور بچے کا بھی مال نہ ہو کہ جس سے دودھ پلانے والی کا انتظام کیا جا سکے اور مفت میں دودھ پلانے والی عورت میسر نہ ہو۔

...... بچہ ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیتا ہو اور اس طرح دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس کی جان کو خطرہ ہو۔

ماں کے حق رضاعت کے مقدم ہونے کی دلیل درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ سے بھی ثابت ہے:

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌم بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ۔ (۱۲)

''نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے۔''

حق رضاعت ماں کو حاصل ہے لیکن اگر ماں معاوضہ زیادہ طلب کرے اور اس کے مقابلے میں دوسری عورت کم معاوضے پر رضاعت کرے یا ماں معاوضے کے ساتھ دودھ پلائے مگر کوئی اور عورت بلا معاوضہ دودھ پلانے کے لیے تیار ہو تو پھر والدہ کا استحقاق ختم ہو جائے گا۔

اگر ماں دودھ پلانے کے قابل نہ ہو یا کسی وجہ سے دودھ نہ پلائے تو اس صورت میں والد کے ذمہ واجب ہوتا ہے کہ وہ بچے کے دودھ پلانے کا انتظام کرے اور اس دودھ پلانے والی کی اجرت ادا کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِط (۱۳)

''اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے۔''

## حق وراثت

جس طرح ایک بالغ شخص کو مالی حقوق حاصل ہوتے ہیں اسی طرح ایک بچے کو بھی مالی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ بچے کو جو مالی حقوق حاصل ہیں ان میں ایک اہم حق، حقِ وراثت ہے۔ اہلِ عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ بچوں اور عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے۔ امام ابوبکر الجصاص نے اس کا سبب ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

کان أهل الجاهلية يتوارثون بشيئين: أحدهما النسب والأخر السبب فأمّا ما يستحق بالنسب فلم يكونوا يورثون الصغار ولا الإناث وإنما يورثون من قاتل علىٰ الفرس وحاز الغنيمة (۱۴)

''اہلِ عرب دو اسباب کی وجہ سے وراثت پاتے تھے، ایک نسب اور دوسرا سبب۔ نسب میں وہ بچوں اور عورتوں کو وارث نہیں ٹھہراتے تھے۔ وہ صرف اس شخص کو وراثت کا مستحق سمجھتے تھے جو گھوڑے پر چڑھ کر لڑائی کر سکے اور مالِ غنیمت حاصل کر سکے۔''

اسلام نے اپنی انقلابی تعلیمات کے ذریعے جہاں ہر گوشہء زندگی میں تبدیلی کی وہاں نظامِ میراث میں بھی تبدیلی فرمائی اور بچوں اور عورتوں کو بھی وراثت میں باقاعدہ شریک ٹھہرایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ لا وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا (۱۵)

''اور نیز بے بس بچوں کے بارے میں (بھی) حکم ہے کہ یتیموں کے معاملے میں انصاف پر قائم رہا کرو اور تم جو بھلائی بھی کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو عورتوں اور بچوں کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے کہ وہ ان کا حق وراثت دیں جو کہ اس سے پہلے نہیں دیا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں جہاں ورثاء کا تذکرہ ہے وہاں چھوٹے بڑے کا فرق نہیں رکھا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (۱۶)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصّہ ہے۔''

## حقِ تعلیم و تربیت

ہر بچے کا یہ بنیادی حق ہے کہ اس کو تعلیم دی جائے اور اس کی احسن طریقے سے تربیت کی جائے۔ اسلام انسانی نفوس کی اصلاح کے لئے آیا ہے اور یہ اصلاح تعلیم اور تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے والدین کے ساتھ ساتھ مملکت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے افراد کی دیگر ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے اور خاص طور پر بچوں کو تعلیم دینا فرض ہے تاکہ انہیں اپنی تخلیق کا مقصد واضح ہو سکے۔ تعلیم و تعلّم کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرّم

ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے رب کریم کے حضور ان الفاظ میں دعا کریں:

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (۱۷)

''اور (اے رسول) کہو! اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی شان کیا خوبصورت انداز میں بیان فرمائی ہے! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَط اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ (۱۸)

''کہہ دیجئے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں؟ بس نصیحت تو عقلمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔''

ان تمام احکامات الٰہیہ میں علم کی فضیلت بیان ہوئی ہے بلکہ قرآن کے نزول کا آغاز ہی علم کی فضیلت سے ہوتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (۱۹)

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو علقہ سے پیدا کیا۔ پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

## قرآن کریم میں بچوں کی تربیت کے راہنما اُصول

جس طرح بچے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کی تربیت بھی ضروری ہے اور والدین کا فرض ہے کہ بچوں کی تربیت احسن انداز میں کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے اصول بھی قرآن کریم میں واضح طور پر بیان فرما دیے ہیں۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصائح فرمائی تھیں وہ والدین کے لیے پورا ایک ضابطہ ہیں۔ والدین اپنے بچوں کی تربیت انہی نصائح کی روشنی میں کرلیں تو یہ زندگی بچوں کے لیے جنت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان نصائح کو ان الفاظ مبارکہ میں بیان فرمایا ہے:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِط اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِج حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَط اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وَ اِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ لا فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ج ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُط اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاط اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ

مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَط اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (۲۰)

''اور (یاد کیجئے) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا، اے میرے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم فرمایا، جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ تو میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا، اور (عقیدہ و امورِ آخرت میں) اس شخص کی پیروی کرنا جس نے میری طرف توبہ و طاعت کا سلوک اختیار کیا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں پلٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں ان کاموں سے باخبر کر دوں گا جو تم کرتے رہے تھے۔ (لقمان نے کہا:) اے میرے فرزند! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر خواہ وہ کسی چٹان میں (چھپی) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (تب بھی) اللہ اسے (روزِ قیامت حساب کے لیے) موجود کر دے گا۔ بے شک اللہ باریک بین (بھی) ہے آگاہ و خبر دار (بھی) ہے۔ اے میرے فرزند! تو نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور لوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بے شک اللہ ہر متکبّر، اِترا کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔ اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بے شک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

ان نصائح میں دس اُمور پر زور دیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

i: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا
ii: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا
iii: صالحین کی اتباع کرنا
iv: ہر شخص کو ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے
v: نماز کا قائم کرنا
vi: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا
vii: صبر سے کام لینا
viii: تکبر سے اجتناب کرنا
ix: چلنے میں میانہ روی اختیار کرنا
x: آواز کو پست رکھنا

آج کل اکثر ماں باپ بچے کو ان امور کی نصیحت تو نہیں کرتے البتہ اس کے برعکس امور کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کا بچے کے اخلاق کا پر برا اثر ہوتا ہے۔

## حق نسب

ہر پیدا ہونے والے بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا نسب ہو۔ تا کہ معاشرے میں اس نسب کی وجہ سے اس کی پہچان ہو۔ نسب جس طرح پیدا ہونے والے بچے کا حق ہے اسی طرح والدین اور معاشرے کا بھی حق ہے۔ والدین کے لیے تو اس طور پر ہے کہ نسب کے ثبوت کے بعد ہی باپ اس بچے کو اپنے پاس رکھ سکے گا اور اس کے جوان ہونے کے بعد اس کے والدین اس کے مال کو اپنے تصرف میں لاسکیں گے اور اس بیٹے کی موت کی صورت میں اس کی وراثت کے مستحق ہوسکیں گے۔

معاشرے کے لیے اہمیت اس طور پر ہے کہ اگر کوئی بچہ بغیر نسب کے معاشرے میں پھرے اور اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کے نسب میں شک ہے تو وہ اس عورت جس کے بطن سے پیدا ہوا ہے اس کے لیے، اس کے خاندان کے لیے اور معاشرے کے دیگر افراد کے لیے بھی باعث عار ہوگا۔

بچے کے لیے نسب کا ثبوت ضروری ہے کیونکہ اسے اپنے والدین سے نفقہ، رضاعت، حضانت اور وراثت وغیرہ تمام حقوق تب حاصل ہوں گے جب اس کا نسب والدین کے ساتھ ثابت ہوگا۔ پس اس بچے کی پرورش اور اس کے مالی مفادات کے تحفظ کے لیے اور اس کو عار سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نسب ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نسب کے ثبوت اور اس کی حفاظت کے لیے ارشاد فرمایا:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (۲۱)

''تم ان کو ان کے باپ سے پکارا کرو۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عدل والی بات ہے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی نسب کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے اور اس میں ملاوٹ کرنے والے کے لیے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں اور اس عمل کو کفر قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا ترغبوا عن آبائكم فمن رغب عن أبيه فهو كفر۔(۲۲)

''اپنے آباء سے اعراض نہ کرو پس جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا (یعنی صحیح نسب چھپایا) اس نے کفر کیا۔''

## حق مساوات

بچے کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک روا نہ رکھا جائے ورنہ بچہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ کسی بچے سے زیادہ پیار کرنا اور کسی بچے کو کم پیار کرنا اور بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا نہ تو والدین کے لیے جائز ہے اور نہ اساتذہ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اپنی اولاد کے درمیان عدل اور مساوات قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲۳)

''بیشک اللہ تعالیٰ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا

اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی و نافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو۔''

جب اللہ تعالیٰ مؤمنین کو آپس میں عدل کا حکم دے رہا ہے تو پھر اولاد کا بدرجہ اولیٰ یہ حق ہے کہ ان کے درمیان عدل کیا جائے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

سوّوا بين أولادكم في العطية، فلو كنت مفضّلًا أحدًا لفضّلت النساء۔(۲۴)

''اپنی اولاد کے درمیان تحائف میں مساوات قائم کرو اور اگر (بالفرض محال) میں (اولاد میں سے) کسی کو (تحائف میں) فضیلت دیتا تو عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو فضیلت دیتا۔''

## حق شفقت ومحبت

بچے کا یہ حق ہے کہ اس کے والدین اس کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آئیں۔ اللہ تعالیٰ جب انسان کو ہر شخص سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے تو پھر انسان کی اولاد اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کے والدین اس سے شفقت ومحبت سے پیش آئیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب پیغمبر کی اپنے بیٹے کے ساتھ محبت کو کس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ(۲۵)

''اور یعقوب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں سو وہ غم کو ضبط کیے ہوئے تھے وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف (ہی) کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہوجائیں گے یا آپ وفات پاجائیں گے۔''

بچہ کسی بھی حالت میں ہو اس پر شفقت کرنا ضروری ہے لیکن ایسا بچہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہو اس پر شفقت کرنا اور اس سے محبت سے پیش آنا ہر شخص پر لازم ہے اور ایسے طریقے سے پیش آنا جس سے اس بچے کی دل آزاری ہو، سخت منع ہے۔قرآن کریم نے یتامیٰ کے ساتھ بھلائی کرنے کی ترغیب دی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ط وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط(۲۶)

''اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، کہہ دیں: ان (کے معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ تعالیٰ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ برا معاملہ کرنے والوں کی

سختی سے مذمت فرمائی ہے۔اور یتیم کی کفالت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشادفرمایا:

أنا و كافل اليتيم في الجنة هكذا و أشار بالسبابة و الوسطىٰ، وفرّج بينهما شيئًا۔(۲۷)

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمادیا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔''

ان تمام قرآنی احکامات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کے حقوق واضح طور پر قرآن کریم میں بیان فرمادیے ہیں۔ اگر والدین، معاشرہ اور حکومت ان احکامات پر عمل پیرا ہو جائیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت قرآنی اُصولوں کے مطابق کریں تو یہی بچے بڑے ہو کر معاشرے میں بہت فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ الانعام،۶:۱۵۱ ۲۔ الانعام،۶:۱۵۱ ۳۔ الاسراء،۱۷:۳۱

۴۔ التکویر،۸۱:۸-۹ ۵۔ المائدۃ،۵:۳۲ ۶۔ الاسراء،۱۷:۳۳

۷۔ الطلاق،۶۵:۷ ۸۔ البقرۃ،۲:۲۳۳ ۹۔ البقرۃ،۲:۲۳۳

۱۰۔ الطلاق،۶۵:۶ ۱۱۔ البقرۃ،۲:۲۳۳ ۱۲۔ البقرۃ،۲:۲۳۳

۱۳۔ البقرۃ،۲:۲۳۳

۱۴۔ الجصاص، اُبوبکر اُحمد بن علی الرازی، اُحکام القرآن، (مقام اشاعت ۔۔، ناشر ۔۔، سن اشاعت ۔۔،) ۲/۳

۱۵۔ النساء،۴:۱۲۷ ۱۶۔ النساء،۴:۱۱ ۱۷۔ طٰہٰ،۲۰:۱۱۴

۱۸۔ الزمر،۳۹:۹ ۱۹۔ العلق،۹۶:۱-۵ ۲۰۔ لقمان،۳۱:۱۳-۱۹

۲۱۔ الاحزاب،۳۳:۵

۲۲۔ بخاری۔ اسمٰعیل، البخاری الصحیح، (مقام اشاعت ۔۔، ناشر ۔۔، سن اشاعت ۔۔،) کتاب الفرائض، باب من اُدعیٰ الی غیر اُبیہ، رقم الحدیث:۶۳۸۶

۲۳۔ النحل،۱۶:۹۰

۲۴۔ الہیثمی، مجمع الزوائد، (مقام اشاعت ۔۔، ناشر ۔۔، سن اشاعت ۔۔،) باب الھبۃ للولد وغیرہ،۴/۱۵۳

۲۵۔ الیوسف:۸۴۔۸۵ ۲۶۔ البقرۃ:۲:۲۲۰

۲۷۔ البخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب اللعان، رقم الحدیث:۴۹۹۸